ہم اس لمحے شارع فیصل کراچی سے چند قدم پر اربن ریسورس سینٹر میں موجود ہیں۔
جناب عارف حسن جو پاکستان کی تاریخ کے ایک منفرد نامور ماہر شہری تعمیرات ہیں ان کی صحبت ہمیں حاصل ہے۔ یہ لوگوں سے شہروں سے گھروں سے دروازوں سے راستوں سے پیار کرتے ہیں۔ شہروں اور شہریوں کو صاف شفاف ماحول میں سانس لینا سکھاتے ہیں۔
آپ طالب علم بیٹے بیٹیاں جو ہمارے سامنے بیٹھے ہیں جن کے چہروں پر اُمیدیں سجی ہیں پیشانیاں امکانات سے چمک رہی ہیں امنگوں اور آرزوؤں سے آنکھوں میں ایک والہانہ روشنی ہے ایسی بیٹھکیں بہت کم کے نصیب میں ہوتی ہیں۔
عارف حسن صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے مجھے عزت دی اپنے مستقبل سے یعنی آپ نوجوانوں سے

گفتگو کا موقع فراہم کیا ہے۔

آپ نے تازہ تازہ تربیت حاصل کی ہے۔

سرٹیفیکیٹ ملنے والے ہیں بہت مبارک ہو ایک عظیم دردمند اور نوجوانوں سے محبت کرنے والی ہستی سے آپ کو تربیت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

You must be proud of this moment. seize this precious moment it will always lead you to shining destinations.

میں جو آپ کے سامنے حاضر ہوں میری شناخت ایک صحافی کی ہے ایک شاعر کی ہے اور ایک سینیئر سٹیزن کی۔

زندگی کی 85 بہاریں اور اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ خزآئیں دیکھ چکا ہوں آپ کے لیے پھولوں بھری بہاروں کی دعا کرتا ہوں آپ کے اور میرے درمیان کم از کم 60 سال کی دوریاں ہیں مگر آپ اور ہم پاکستانی ہیں اور پاکستانی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

پاکستان ایک نعمت ہے اللہ تعالی نے اس سرزمین کو ہر قسم کے موسموں سے نوازا ہے ہر قدم پر ایک نئی دنیا ہے۔

آپ تو مزید خوش نصیب ہیں کہ سمندر والے شہر میں رہتے ہیں بہت سے ملکوں کو سمندر نصیب نہیں ہے انہیں لینڈ لاک کہا جاتا ہے۔ جیسے افغانستان۔ ایسے ملکوں کو دوسروں کا محتاج رہنا پڑتا ہے پاکستان کے پاس دریا ہیں بہت اچھی سنہری فصلوں والی زمینیں پہاڑ ہیں جن کے سینے میں تانبہ ہے سونا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ ریکوڈک کہاں ہے ریکوڈک میں کتنا سونا ہے کتنا تانبہ ہے ایسے ہی منسلک ہے خیبر

پختون خوا میں قیمتی نگینے ہیں بہت انمول پتھر شمالی علاقے جن کے اگے سوئٹزرلینڈ کی خوبصورتی ماند ہے۔
آپ ہماری نسل سے زیادہ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو یہ سب کچھ ایک ٹچ موبائل میں مل جاتا ہے ہمیں لائبریریوں میں جانا پڑتا تھا کتابوں کے اوراق پلٹنے پڑتے تھے۔سب سے پہلے تو مبارک باد آپ کو پاکستان میں پیدا ہونے پر پاکستانی ہونے پر۔آپ میں سے ہر کوئی بہت اہم ہے کبھی اپنے آپ کو کسی سے کم نہ سمجھیں۔

جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں۔آفتاب ہے

ہر شخص کو اللہ تعالیٰ جب دنیا میں بھیجتا ہے تو کسی نہ کسی خاص مقصد کے لیے جو شخص اپنے دنیا میں آنے کا سبب جان لیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔

It depends on everybody to discover the purpose of life to realire one's potential learn grow and evolve as an individual. It also means overcoming challenges and becoming a better version of one self.

میں کون ہوں کس کے لیے ہوں کہاں ہوں اگر یہ سوال آپ کو گھیرے رکھتا ہے تو آپ یقینا زندہ ہیں اور اپنے وجود کا جواز ڈھونڈ رہے ہیں۔

آیئے میں آپ کو ساتھ لے کر چلتا ہوں۔اگست 1947 ہے میں اپنے والد اپنی ماں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مال گاڑی کے کھلے ڈبے میں چلچلاتی دھوپ میں ہندوستان سے پاکستان غلامی سے آزادی کی طرف آرہا ہوں میری عمر پانچ سال ہے اس طرح میرا بچپن ہندوستان اور پاکستان میں بٹ گیا ہے

مختلف شہروں میں ہوتے ہوئے ہم پنجاب کے شہر جھنگ میں بالآخر مستقل قیام پذیر ہو جاتے ہیں۔

میں ایک رسالے میں لکھتا ہوں کہ میں بڑا ہو کر پبلشر بنوں گا۔

11 اگست 1957 کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا رسالہ گلستان نکالتا ہوں جس کی ایک کاپی میرے پاس آج بھی محفوظ ہے۔

اللہ تعالیٰ میری دعا قبول کر لیتے ہیں پہلے میں ایف اے کے دوسرے سال میں اپنے گورنمنٹ کالج جھنگ کے میگزین کارواں کے اردو سیکشن کا ایڈیٹر مقرر کیا جاتا ہوں پہلی غزل بھی انہی دنوں لکھتا ہوں

آدمی ہے حباب کی صورت

زندگی اک سراب کی صورت

اب لاہور چلتے ہیں بی اے کر لیا ہے میرے پاس مارکس شیٹ لینے کے لیے فیس 30 روپے بھی نہیں ہیں لیکن ایک غزل مجھے ایشیا کی ایک بڑی درسگاہ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ دلوا دیتی ہے غزل کا مطلع یہ ہے۔

عمر گزری کہ تری دھن میں چلا تھا دریا

جا بجا گھومتا ہے آج بھی پگلا دریا

اس کے ساتھ ہی گورنمنٹ کالج لاہور کے میگزین راوی کے اردو سیکشن کی ایڈیٹری جہاں علامہ اقبال نون میم راشد، حنیف رامے اور بڑے بڑے لوگ ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔

میں خدائے بزرگ و برتر کی مہربانی پر سر بہ سجدہ ہوں کہ ایک معمولی سے خاندان کا فرد نہ جاگیردار نہ زمیندار نہ ہی صنعت کار نہ ہی جنرل کرنل نہ ہی پروفیسر مجھے کتنی عزت مل رہی ہے۔

پھر ایک ہم سپہر لاہور کے وائی ایم سی اے ہال میں روزنامہ نوائے وقت کے ہفت روزہ قندیل کے ایڈیٹر شیر محمد اختر کہتے ہیں کہ انہیں ایک اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔

ایک خاک نشیں کے لیے اتنا بڑا اعزاز۔میں گورنمنٹ کالج لاہور میں طالب علم بھی ہوں کلاسز کے بعد نوائے وقت کے دفتر روزانہ پہنچ جاتا ہوں اس وقت کے سب سے بڑے ہفت روزہ کی کیبن میں اسسٹنٹ ایڈیٹر۔

یہ 1963 ہے۔ایوب خان کے مارشل لا کے دن۔نوائے وقت ایوب خان کا سب سے بڑا ناقد ہے۔ بہت سخت ایڈیٹوریل لکھ رہا ہے۔سرکاری اشتہارات بند کر دیے گئے ہیں نوائے وقت کی لوح پر لکھا ہے سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا۔

1965 کی جنگ چھڑ جاتی ہے۔انڈیا لاہور پر حملہ کر دیتا ہے میں اسی شہر ستمبر میں ہی ہوں۔

لوگ کہتے ہیں 14 اگست 1947 کو ملک بنا تھا چھ ستمبر 1965 کو قوم بنی۔

ریڈیو پاکستان لاہور اسٹیشن کے باہر ایک لیٹر بکس لٹکا دیا گیا ہے اپنے ترانے لکھ کر اس میں ڈال دیں میں بھی ایک نووارد نوآموز آپ کی طرح۔ایک ترانہ ایئر فورس کے لیے ایک بحریہ کے لیے چھوڑ آتا ہوں دو روز بعد ایک سائیکل سوار کو زور زور سے یہ پکارتے ہوئے سنتا ہوں۔

اے ہوا کے راہیو

بادلوں کے ساتھیو

پر فشاں مجاہدو

سلیم رضا گا رہے ہیں۔ریڈیو پاکستان سے ہر چند لمحے بعد اور میرا نام بھی ساتھ لیا جا رہا ہے آسمان

والے کی ایک اورمہربانی نوائے وقت پورے پاکستان کا مقبول ترین اخبار ہے لکھنے میں لطف آتا ہے حکمرانوں پرتنقید کی جرات نصیب ہوتی ہے۔اگرچہ تنخواہ قسطوں میں ملتی ہے مگر یہ خوشی ہے کہ ہم اپنے قلم سے جہاد کرر ہے ہیں۔

یہ ہے میری عملی صحافت کا آغاز۔

پھر جنوری 1967 میں جنگ گروپ ہفت روزہ اخبار جہاں نکالنے کا ارادہ کرتا ہے ہم شہر ستمبر سے شہر قائد منتقل ہوجاتے ہیں اور پھر اسی شہر کے ہوکر رہ جاتے ہیں ان دنوں اخبارات رسالے پرنٹنگ کے حوالے سے ترقی کرر ہے ہیں فوٹو آف سیٹ کا زمانہ آچکا ہے تصویریں بھی چھپ رہی ہیں اخبار جہاں کے ٹائٹل پر ایک دوشیزہ کی تصویر مگر اندر بہت سنجیدہ مضامین کتاب وسنت کی روشنی میں ابن انشاء کا کالم۔نفسیاتی مسائل کا حل۔تین عورتیں تین کہانیاں، سیاستدانوں فلمی ستاروں کے انٹرویو یہ آزادی صحافت پر جبر کا زمانہ ہے۔1970 میں اپریل میں ہم سڑکوں پر نکل آئے ہیں آزادی صحافت کے لیے اخبارنویسوں کی بہتر تنخواہوں کے لیے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان دونوں میں نوروز تک کوئی اخبار نہیں نکلا آپ تو مشرقی پاکستان نہیں جانتے آپ کے لیے تو وہ بنگلہ دیش ہے ہمیں یاد ہے ہم تو وہاں بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزے کے جاسکتے تھے ڈھاکہ چٹا گانگ نواکھالی کھلنا۔سنہرے ریشے کی سرزمین ایوب خان کے دورے میں میں کئی اخبارات بند ہوئے ایڈیٹرز کو جیل بھیجا گیا پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس 1964 کی تلوار لٹکی رہی۔1970 میں پہلے ازادانہ منصفانہ الیکشن ہوتے ہیں۔ایک سال کی انتخابی مہم سب سے زیادہ سیٹیں عوامی لیگ کے شیخ مجیب الرحمن کو ملتی ہیں مگر صرف مشرقی پاکستان میں۔عوام نے باہر نکل کرظلم وجبر کے خلاف ووٹ دیا مغربی پاکستان میں۔سندھ اور پنجاب میں زیادہ

سیٹیں پاکستان پیپلز پارٹی کو ملتی ہیں۔ان دنوں سیاست دانوں کے خلاف سب کچھ لکھنے کی آزادی ہے مگر صدر جنرل یحیی خان ان کے رفقاء جنرلوں اور فوج کے خلاف کچھ نہیں لکھ سکتے اقتدار جیتنے والوں کو نہیں ملتا قائداعظم کے مزار کے باہر 11 ستمبر 1971 کو پی پی کے چیئرمین کہہ رہے ہیں۔"اے اللہ جنرلوں کی رات کب ختم ہوگی۔

جنرلوں کی رات 16 دسمبر 1971 کو ختم ہوتی ہے مگر بہت بڑے سانحے کے ساتھ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن جاتا ہے۔پاکستان صرف مغربی پاکستان میں رہ جاتا ہے اور ہمارے 90 ہزار جنگی قیدی بھی انڈیا کی مختلف جیلوں میں۔

آپ تو سب اس سانحے کے بعد کی پیدائش ہیں مگر تاریخ کے اوراق میں یہ شکست سیاہ الفاظ میں لکھی گئی ہے جو آپ کو بھی بار بار پڑھنی چاہیئے پھر باقی ماندہ پاکستان میں پی پی کی حکومت۔اخبارات پر پابندیاں اسی طرح پریس اینڈ پبلیکیشن کی تلوار اسی طرح منتخب حکومت کا تختہ پھر الٹ دیا جاتا ہے پھر جنرل ضیاء الحق کے 11 سفاک سال۔ہم اپنا رسالہ ہفت روزہ معیار نکال رہے ہیں۔1978 میں رسالہ بھی بند ہوجاتا ہے۔میں بھی پہلے کراچی سینٹرل جیل پھر حیدرآباد سینٹرل جیل ضیاء الحق کے دور میں ہی کئی مہینے قبل از اشاعت سینسر پاکستان بھر میں اخبار مالکان ایڈیٹرز اپنے اپنے اخباروں کی تیار شدہ کاپیاں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے افسروں کے سامنے لے کر بیٹھے ہیں۔اخبار مالک نا ایڈیٹر نہیں بلکہ افسر طے کرتا ہے کہ کون سی خبر کون سی تصویر چھپے گی۔پھر ایک ملی جلی جمہوریت اور امریت کا دور 1985 میں غیر جماعتی انتخابات اور 1988 سے پی پی مسلم لیگ نون کی باریاں اخبارات کی

اشاعت بڑھ رہی ہے۔لیکن پابندیاں اسی طرح ہیں اخبارات جوخوشامد کرر ہے ہیں۔جوان پر ساری عنا تیں۔تنقید کر تے ہیں ان کو اشتہارات سے محروم رکھا جار ہا ہےہمیں پاکستان کے سب سے بڑے اخبار جنگ کی گروپ ایڈیٹری بھی نصیب ہوتی ہے کہ پورے پاکستان میں لندن میں جہاں جہاں جنگ چھپتا ہےاس کی ادارت کی ذمہ داری میری ہے یہ بھی بہت بڑی خوش نصیبی ہےاور فخر سے بتانے کی بات یوں ہے کہ اس ملک میں تمام خرابیوں بدنصیبوں کے باوجود اگر آپ میں صلاحیت ہےتو آپ اعلی عہدے تک پہنچ سکتے ہیں ایڈیٹر جنگ کی حیثیت سے ہمیں مختلف صدور وزرائے اعظم کے ساتھ ملکوں ملکوں جانے کا موقع نصیب ہوا مشرق بعید مغرب امریکہ کینیڈا بہت کچھ دیکھا محلات بھی ہیڈ کوارٹرز بھی پینٹا گون سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ۔

آج کل پرنٹ زوال پذیر ہے۔یعنی اخبارات بند ہور ہے ہیں لوگ خبریں موبائل پر پڑھ رہے ہیں ۔اب جب مصنوعی ذہانت بھی اپنے زوروں پر ہے آپ اس سے اداریے مضامین لکھوا سکتے ہیں کتابیں قلم بند کروا سکتے ہیں شاعری کروا سکتے ہیں۔مگر پھر بھی جو آپ کی ذاتی صلاحیتیں ہیں اصل آزمائش ان ہی کی ہے زبان مطالعہ تحقیق ہی اب بھی ساری ٹیکنالوجی کی بنیاد ہیں۔انسان مشینوں کا محتاج بنایا جارہا ہے۔لیکن جو انسان اپنے ذہن کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ مشینوں کو اب بھی شکست دے سکتے ہیں پاکستان جیسے شہروں میں آپ کا مقابلہ مشینوں سے بھی ہے اور قبائلی سرداروں سے جاگیرداروں سے شہروں میں مافیا سے آپ کی ذہانت لاجواب ہے آپ کو موقع ملتا ہےتو ترقی یافتہ ملکوں کے شہروں میں بھی اپنا مقام حاصل کر لیتے ہیں اصل ضرورت تحقیق تصدیق اور توثیق کی ہے۔

اقبال نے کہا تھا:

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اصل مسئلہ شے کی حقیقت کو دیکھنے کا ہی ہے جن ملکوں کو ہم ترقی یافتہ کہتے ہیں انہوں نے یہ منزلیں تحقیق سے ہی حاصل کی ہیں۔ اربن ریسورس سینٹر میں بھی آپ نے تحقیق کے کمالات دیکھے ہوں گے ہمارے شہر تحقیق کی جولانیاں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں زندگی کی آسانیاں تحقیق سے ہی مل سکتی ہے۔ آپ اب عملی زندگی میں قدم رکھنے والے ہیں ہر قدم پر تحقیق کو اپنا رہنما بنایئے آپ کے ہاتھ میں موبائل فون ہے گوگل مصنوعی ذہانت چیٹ جی پی ٹی سب آپ کے مدد کے لیے حاضر ہیں۔
لیکن آپ کی اصل طاقت آپ کا ذہن ہی ہے۔